کلمہ"کیف" کے ذریعہ قرآن کریم کے معانی میں غور وفکر کی دعوت

الْخُطْبَةُ الْأُولَى

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، أَنْزَلَ إِلَيْنَا الْقُرْآنَ الْكَرِيمَ، فِيهِ آيَاتٌ لِلسَّائِلِينَ، وَاسْتِفْهَامَاتٌ تُنَبِّهُ الْمُتَدَبِّرِينَ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا مُحَمَّدًا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ، فَاللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ، وَعَلَى مَنْ سَارَ عَلَى هَدْيِهِمْ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ.

أَمَّا بَعْدُ: فَأُوصِيكُمْ عِبَادَ اللَّهِ وَنَفْسِي بِتَقْوَى اللَّهِ، قَالَ سُبْحَانَهُ: (**أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا أَفَلَا تَعْقِلُونَ**)[1].

رفیقانِ ملتِ اسلامیہ! میرے عزیز بھائیو! رب ذو الجلال ولاکرام نے اپنی کتاب مبین میں ارشاد فرمایا ہے: (**أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ**)[2] اور کیا یہ لوگ قرآن پاک پر غور نہیں کرتےہیں۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے قرآن مجید میں غور وفکر اور تدبر وتفکر کی دعوت دی ہے اس لئے کہ یہ کتاب کمالِ فصاحت وبلاغت اور متنوع اسلوبُ وطرزِ بیان میں ایک معجزہ ہے اور اسی اسلوب بیان میں لفظ "کیف" استفہامیہ کا کثرت استعمال ہے جس کے ذریعہ کسی شے کی حالت وکیفیت کے بارے میں سوال

---

(١) يوسف : ١٠٩ .

(٢) النساء : ٨٢ .

ہوتا ہے جو موجود اور ثابت شدہ ہو[1] اور مقصد یہ ہوتا ہے کہ غور وتدبرکی دعوت دی جائے فہم وفراست کو جلا بخشا جائے اور فکر ونظر کو اجاگر کیا جائے اسی لئے اللہ رب العزت نے اپنی کتاب میں تراسی جگہوں پر اس لفظ کیف کا استعمال فرمایا ہے جو مختلف پیرایہ بیان اور متعدد معانی میں استعمال ہوا ہے اور اس کے ذریعہ اللہ تعالی نے اپنے مظاہر قدرت اور اپنی تخلیق واختراع کی کاریگری پر غور کرنے کی ترغیب دی ہے سابقہ اقوام کے احوال سے عبرت حاصل کرنے پر ابھارا ہے اور اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالی نے قیامت کے دن لوگوں کی جو حالت وکیفیت ہوگی اس کی تصویر کشی فرمائی ہے اور ہمیں قرآن کریم کے مفاہیم کا گہرائی سے مطالعہ کرنے اور اس کے عظیم مقاصد تک رسائی کی رہنمائی فرمائی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ قرآن کریم میں کیف کے ذریعہ سوالات واستفسارات کی کیا کیا جہتیں ہیں اور کیا کیا مقاصد ہیں؟

میرے عزیز دینی بھائیو! قرآن پاک میں کیف کے ذریعہ سوال کا ایک مقصد یہ ہے کہ ایمان کے معانی ومفاہیم کو دل ودماغ میں راسخ کیا جائے جیسا کہ اس کائنات کی حقیقت اور مخلوقات کے وجود کے بارے میں سوال ہے کہ تخلیق انسانی کی ابتدا کیسے ہوئی اور یہ سلسلہ کیسے

---

(١) تفسير القرطبي : (٣/٢٩٩) .

جاری ہے اور اس کو ناپید فرماکر اللہ تعالی دوبارہ کیسے پیدا فرمائے گا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے: (قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللَّهُ يُنْشِئُ النَّشْأَةَ الْآخِرَةَ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ)[1] (ان سے) کہو کہ اس روئے زمین پر چلو پھرو اور غور کی نگاہ سے دیکھو کہ اللہ تعالی نے کس طرح ابتدا میں خلق کا آغاز کیااور پھر کس طرح اس کو دوبارہ نئی پیدائش عطا فرمائے گا بے شک اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ رب العزت سے درخواست کی: (رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى)؛ اے میرے پروردگارمجھے دکھا دے کہ تو مردوں کو کیسے زندہ فرمائے گا؟ اس سوال سے ان کا مقصد یہ تھا کہ ایمان ویقین میں اضافہ ہو اور قلبی اطمئنان حاصل ہو اسی لئے ان کے اس مطالبہ پر اللہ تعالی نے فرمایا : (أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي) کیا تم اس بات پر ایمان نہیں رکھتے؟ انہوں نے جواب دیاکیوں نہیں (ایمان رکھتا ہوں) لیکن میں چاہتا ہوں کہ میرا دل پوری طرح مطمئن ہو جائے۔ اس کے بعد اللہ تعالی نے مردہ کو زندہ کر کے دکھایا اور ان سے فرمایا

(۱) العنکبوت : ۲۰.

: ﴿وَاعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾[1] کہ جان لو اللہ تعالی غالب آنے والا ہے اور حکمتوں والا ہے یعنی کوئی چیز اس کو مغلوب نہیں کر سکتی اور نہ ہی کسی چیز کے کرنے سے کوئی چیز اسے روک سکتی ہے[2]۔ اسی کی ذات ہے جو مردہ پڑی زمین کو زندگی عطا کرتا ہے اس میں کھیتیاں لہلہانے لگتی ہیں اور اس کے خشک ہوجانے کے بعد اس کی تازگی وہریالی کو دوبارہ لوٹا دیتا ہے۔ رب ذو الجلال ولاکرام کا فرمان عالیشان ہے : ﴿فَانْظُرْ إِلَى آثَارِ رَحْمَتِ اللَّهِ كَيْفَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا إِنَّ ذَلِكَ لَمُحْيِي الْمَوْتَى وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾[3].پس رحمت الہی کے آثار کو دیکھو وہ کس طرح زمین کو مردہ ہوجانے کے بعد زندہ کر دیتا ہےبے شک وہی مردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ یعنی تدبر وتفکر اور عبرت کی نگاہ سے دیکھو کہ کس طرح اللہ تعالی خشک وویران پڑی زمین کو اپنی رحمت سے باغ وبہار بنا دیتا ہے اور یہ اللہ تعالی کی رحمت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے[4]۔

---

(١) البقرة : ٢٦٠.

(٢) تفسير ابن كثير : (١/٦٩٠).

(٣) الروم : ٥٠.

(٤) التحرير والتنوير : (٢١/١٢٣).

قرآن مجید میں غور وتدبر کرنے والو! قرآن کریم میں کیف کے ذریعہ سوال نے ہمارے سامنے بحث وتحقیق کے دروازوں کو کھول دیا ہے اور علم وآگہی کے افق کو روشن کردیا ہے اور یہ سوالات ہمارے ایمانُ ویقین میں اضافہ کا باعث ہےاور اس سے اللہ کی عظمتِ کا احساس بڑھتا ہےاور خالق ومالک کے احکامات کو بجا لانے کا جذبہ پروان چڑھتا ہے اسی لئے اللہ سبحانہ وتعالی نے کائنات کی بعض نمایاں مخلوقات اور نشانیوں کی طرف توجہ دلائی ہے جو ہمارے ارد گرد ہیں اور یہ اللہ کی قدرتِ کاملہ اور وحدانیت کی شہادت دے رہی ہیں[۱] اور اس کے وسعتِ علم اور تخلیق کی کاریگری اجاگر کر رہی ہیں[۲]۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے : ﴿أَفَلَا يَنْظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ﴾[۳] کیا وہ اونٹوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ وہ کس طرح پیدا کئے گئے ہیں؟ اللہ تعالی نے اونٹ کو ایک عظیم الجثہ اور طویل القامہ جانور بنایا ہے جس پر بار برداری آسان ہے یہ ایسا جانور ہے جو اپنے اوپربوجھ لاد کر بسہولت کھڑا ہوجاتا ہےاپنے اندر کھانا اور پانی کا ذخیرہ جمع کر لیتا ہےکئی کئی دنوں تک بھوک وپیاس برداشت کرتا رہتا ہے۔ پھر اللہ تعالی نے اپنی عظیم نشانی آسمان کی تخلیق میں غور

---

(۱) التحرير والتنوير : (۳۰/۳۰۳).

(۲) تفسير الرازي : (۳۲/۲۸۹).

(۳) الغاشية : ۱۷ .

کرنے کے لئے کہا ہے جس آسمان کا مشاہدہ ہم ہر وقت کرتے رہتے ہیں۔ دن ہو یا رات سفر ہو یا حضر ۔ہرجگہ اور ہر لمحہ نیلا آسمان نظروں کے سامنے ہوتا ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے : ﴿وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ﴾[1] اور آسمان کو نہیں دیکھتے کہ کیسا اونچا کیا گیا ہے؟ تو کیوں نہیں ہم اپنے آپ سے یہ پوچھتے ہیں کہ کس طرح اللہ نے بغیر کسی ستون کے آسمان کو قائم کر رکھا ہے ؟ اور ستاروں اور سیاروں سے اس کو سجایا ہے؟اور اس میں نہ کوئی خلل ہے اور نہ کوئی شگاف[2]؟ پھر اللہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ﴾[3] اور پہاڑوں پر نظر نہیں ڈالتے کہ وہ کس طرح کھڑے کئے گئے ہیں؟ یعنی اونچے پہاڑوں کی طرف توجہ دلائی جارہی ہے کہ یہ بلند وبالا پہاڑ کس طرح زمین میں مضبوط نصب کئے گئے ہیں ۔ پھر جس زمین کو ہم اپنے قدموں سے روندتے ہیں اس پر اللہ تعالی غور کرنے کی دعوت دے رہا ہے چنانچہ فرمان الہی ہے : ﴿وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ﴾[4] اور زمین کو نہیں دیکھتے کس طرح بچھائ گئی۔ جو زمین ہمارا ٹھکانہ ہےاور اسی پر ہماری رہائش ہے۔ اللہ رب العزت نےاپنی رحمت سے اس زمین کو ہمارے

---

(١) الغاشية : ١٨ .
(٢) تفسير البغوي : (٧/٣٥٧).
(٣) الغاشية : ١٩ .
(٤) الغاشية : ٢٠.

قدموں کے نیچے بچھا دیا ہے جس پر ہم چلتے ہیں بیٹھتے ہیں اور لیٹتے ہیں[١] اور اس سے ہماری زندگی میں بڑی آسانیاں اور راحتیں ہیں۔

محترم سامعین کرام! قرآن کریم میں کیف استفہامیہ کے استعمال کا ایک پہلو یہ ہے کہ اللہ تعالی کی عطاکردہ نعمتوں کی حکمت ومصلحت میں غور وتدبر سے کام لیا جائے کیوں کہ اللہ تعالی نے اپنی جن نعمتوں سے ہم کو نوازا ہے ان سے ہمیں دلی اطمئنان اور قلبی سکون حاصل ہوتا ہے ۔ رب ذوالجلال والاکرام کا فرمان ہے:

(انْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ)[٢] دیکھو ہم نے ان کو ایک دوسرے پر کس طرح فضیلت دے رکھی ہے۔ یعنی غور کرو کہ کس طرح ہم نے انسانوں کو آپس میں ایک دوسرے پر فضیلت وبرتری دی ہے۔عقل وخرد اور فہم وفراست الگ الگ عطا کیا ہے[٣] اسی طرح حرفت ومعیشت اور رزق میں ہم نے بعض کو بعض پر ترجیح دی ہے ۔بعض کو مالداری سے نوازا ہے تو بعض کو فقر وفاقہ سے آزمایا ہے اور بعض کو متوسط الحال رکھا ہے[٤] اللہ تعالی نے اس فرق مراتب کی حکمت کو اس آیت

---

(١) التحرير والتنوير (٣٠/٣٠٤ - ٣٠٦).
(٢) الإسراء : ٢١.
(٣) تفسير ابن كثير : (٧/٢٢٦).
(٤) تفسير ابن كثير : (٥/٦٣)

کریمہ میں واضح فرمایا ہے : ﴿نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا﴾[1]. دنیا کی زندگی میں ان کی معیشت کا سامان تو ہم نے تقسیم کیا ہےاور ایک کے درجے کو دوسرے پر ہم نے بلند کیا ہےتاکہ وہ باہم ایک دوسرے سے کام لے سکیں۔ یعنی آپس میں ایک دوسرے کا تعاون کر سکیں اور دنیاوی زندگی گذارنے کے لئے ایک دوسرے کا معاون ومددگار بن سکیں[2] کوئی اپنے مال کَے ذریعہ تو کوئی اپنے عمل کے ذریعہ اور اس طرح دنیا کا نظام قائم اور درست رہے گا[3]۔ اس کے بعد اللہ تعالی نے دوسری جگہ فرمایا: ﴿وَلَلْآخِرَةُ أَكْبَرُ دَرَجَاتٍ وَأَكْبَرُ تَفْضِيلًا﴾[4] اور آخرت درجات اور فضیلت کے اعتبار سے کہیں بڑھ کر ہے۔ یعنی آخرت اپنے درجات ومراتب کے لحاظ سے اس دنیا کے درجات ومراتب کے مقابلہ میں کہیں بڑھ چڑھ کر ہوگی تو جب انسان کے اندر اس دنیا کے درجات ومراتب کے حصول کی خواہش ہے تو آخرت کے اعلی وارفع مراتب کی طلب بدرجہ اولی

---

(١) الزخرف : ٣٢ .
(٢) تفسير الطبري : (٢٠/٥٨٥) .
(٣) تفسير البغوي : (٢١٢/٧) .
(٤) الإسراء : ٢١.

ہونی چاہیے۔ لہذا ہم سب کو اس پہلو سے غور کرنا چاہیے اور اس کے تقاضوں پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔اس لئے کہ تدبر وتفکر سے حکمت ودانائی پیدا ہوتی ہے خوف وخشیت کا جذبہ ابھرتا ہےاور عمل کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ رب کریم ہمیں اپنی کتاب کی فہم اور سمجھ عطا فرما۔آیات قرآنیہ میں تدبر وتفکر کرنے والا بنا دے اور اخلاص کے ساتھ عمل صالح کی توفیق سے نواز دے۔

اللَّهُمَّ ارْزُقْنَا فَهْمَ كِتَابِكَ، وَالتَّدَبُّرَ فِي آيَاتِكَ، وَوَفِّقْنَا لِطَاعَتِكَ أَجْمَعِينَ، وَطَاعَةِ رَسُولِكَ مُحَمَّدٍ الْأَمِينِ ﷺ، وَطَاعَةِ مَنْ أَمَرْتَنَا بِطَاعَتِهِ فِي كِتَابِكَ الْمُبِينِ، حِينَ قُلْتَ وَأَنْتَ أَصْدَقُ الْقَائِلِينَ: ﴿**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ**﴾[١].

أَقُولُ قَوْلِي هَذَا وَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لِي وَلَكُمْ، فَاسْتَغْفِرُوهُ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ.

---

(١) النساء : ٥٩ .

الْخُطْبَةُ الثَّانِيَةُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَهُ الْحَمْدُ الْحَسَنُ وَالثَّنَاءُ الْجَمِيلُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا مُحَمَّدًا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ، فَاللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ، وَعَلَى مَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ.

أُوصِيكُمْ عِبَادَ اللَّهِ وَنَفْسِي بِتَقْوَى اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

برادران اسلامی اور معزز سامعین کرام ! اللہ رب العزت نے اس دنیا میں ہم کو پیدا فرماکر ہمارے ارد گرد بے شمار مخلوقات کو ہماری خدمت کے لئے مامور فرما دیا ہے[1] تاکہ وہ دیکھے کہ ہم کیا عمل کرتے ہیں؟ اور اپنے رب کی اطاعت وفرمانبرداری اور اپنے رسول کی اتباع کس طرح کرتے ہیں؟ رب ذوالجلال والاکرام کا فرمان عالیشان ہے: **﴿ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ﴾**[2] پھر ہم نے ان کے بعد ملک میں تم کو جانشیں بنایا کہ دیکھیں تم کیسا عمل کرتے ہو۔ یعنی اللہ تعالی نے انسان کو وجود بخشا اور اس کو مکلف بنایا کہ نیک کام کرے۔ زیادہ سے زیادہ اطاعت وفرمانبرداری بجالائے اور لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق

(١) تفسير القرطبي : (٣١٨/٨).
(٢) يونس : ١٤ .

سے پیش آئے [۱]۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: اللہ تعالی نے بالکل سچ فرمایا ہے کہ اس نے اس زمین پر ہم کو اس لئے پیدا کیا تاکہ وہ ہمارے عمل کو دیکھے لہذارات ہو یا دن خلوت ہو یا جلوت ہر حال میں اللہ کو اپنا نیک عمل دکھانے کی کوشش کرو [۲] ۔ رب کریم کا فرمان ہے: ﴿وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ﴾[۳] ان سے کہہ دو عمل کرو پس عنقریب اللہ اور اس کا رسول اور اہل ایمان تمہارے عمل کو دیکھیں گے۔ پھر وہ تمہاری نیکیوں اور اچھائیوں اور حسنِ عمل کا بدلہ عطا کرے گا۔ارشاد باری تعالی ہے: ﴿فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ* وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾[٤] پس جس نے ذرہ برابر بھی نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھے گا اور جس نے ذرہ برابر بھی بدی کی ہوگی وہ بھی اس کو دیکھے گا۔ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اللہ کی کتاب میں غور وفکر سے کام لیں۔ آیاتِ قرآنیہ میں تدبر کریں اور اس میں وارد سوالات واستفہام کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اور اپنی اولادوں کو اس کا درس دیں تاکہ وہ اس سے عبرت ونصیحت حاصل کریں۔

---

(١) التحرير والتنوير : (٨/٢١٠-٢١١) و (٦٢/٩).
(٢) تفسير ابن كثير : (٢٥٢/٤).
(٣) التوبة : ١٠٥.
(٤) الزلزلة : ٧ - ٨ .

اخیر میں الله رب العالمین سے مخلصانہ دعا ہے کہ اے الله ہمیں قرآن پاک کی سمجھ عطا فرما۔ آیاتِ قرآنیہ میں تدبر وتفکر کرنے والا بنا۔ اور ہمیں اورر ہماری اولادوں کو اپنے احکام کے مطابق طاعت وفرمانبرداری والی زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین

هَذَا وَصَلُّوا وَسَلِّمُوا عَلَى خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ، كَمَا أَمَرَ رَبُّ الْعَالَمِينَ، فَقَالَ فِي كِتَابِهِ الْمُبِينِ: ﴿**إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا**﴾(١).

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ. وَارْضَ اللَّهُمَّ عَنِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ: أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ، وَعَنْ سَائِرِ الصَّحَابَةِ الْأَكْرَمِينَ. اللَّهُمَّ يَا خَيْرَ مَنْ سُئِلَ، وَيَا أَجْوَدَ مَنْ أَعْطَى، وَيَا أَكْرَمَ مَنْ عَفَا، وَأَعْظَمَ مَنْ غَفَرَ؛ نَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرَاتِ أَوْفَرَهَا، وَمِنَ الْعُلُومِ أَنْفَعَهَا، وَمِنَ الْأَخْلَاقِ أَكْمَلَهَا، وَنَسْأَلُكَ السَّعَادَةَ فِي الدُّنْيَا، وَالْفَوْزَ فِي الْآخِرَةِ.

اللَّهُمَ وَفِّقْ رَئِيسَ الدَّوْلَةِ الشَّيْخْ خَلِيفَةْ بْن زَايِدْ لِمَا تُحِبُّهُ وَتَرْضَاهُ، وَاشْمَلْ بِتَوْفِيقِكَ نَائِبَهُ وَوَلِيَّ عَهْدِهِ الْأَمِينَ، وَإِخْوَانَهُ حُكَّامَ الْإِمَارَاتِ. اللَّهُمَّ يَا سَمِيعَ الدَّعَوَاتِ، يَا رَفِيعَ الدَّرَجَاتِ، اغْفِرْ

(١) الأحزاب : ٥٦ .

لِلْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ، وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتِ، **اللَّهُمَّ ارْحَمِ الشَّيْخَ زَايِدْ وَالشَّيْخَ مَكْتُومْ وَشُيُوخَ الْإِمَارَاتِ الَّذِينَ انْتَقَلُوا إِلَى رِضْوَانِكَ، وَأَدْخِلْهُمْ بِفَضْلِكَ فَسِيحَ جَنَّاتِكَ. اللَّهُمَّ أَدِمْ عَلَى دَوْلَةِ الْإِمَارَاتِ نِعَمَكَ، وَجُودَكَ وَفَضْلَكَ، وَبَارِكْ فِي خَيْرَاتِهَا وَأَهْلِهَا، واجْعَلْهَا دَائِمًا فِي سَعَادَةٍ، وَمِنَ الْخَيْرِ فِي زِيَادَةٍ.** اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدِينَا وَلِمَنْ لَهُ حَقٌّ عَلَيْنَا، وَعَافِنَا فِي أَبْدَانِنَا، وَأَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا، وَبَارِكْ فِي أَهْلِينَا وَذُرِّيَّاتِنَا، وَفِي كُلِّ مَا رَزَقْتَنَا، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ.

اللَّهُمَّ ارْحَمْ شُهَدَاءَ الْوَطَنِ وَقُوَّاتِ التَّحَالُفِ الْأَبْرَارِ، وَأَدْخِلْهُمُ الْجَنَّةَ مَعَ الْأَخْيَارِ، وَاجْزِ أَهْلِيهِمْ جَزَاءَ الصَّابِرِينَ؛ بِكَرَمِكَ يَا أَكْرَمَ الْأَكْرَمِينَ.

اللَّهُمَّ انْصُرْ قُوَّاتِ التَّحَالُفِ الْعَرَبِيِّ، وَانْشُرِ الِاسْتِقْرَارَ وَالسَّلَامَ فِي بُلْدَانِ الْمُسْلِمِينَ، وَالْعَالَمِ أَجْمَعِينَ.

اللَّهُمَّ اسْقِنَا الْغَيْثَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْقَانِطِينَ، اللَّهُمَّ أَغِثْنَا غَيْثًا مُغِيثًا هَنِيئًا وَاسِعًا شَامِلًا، اللَّهُمَّ اسْقِنَا مِنْ بَرَكَاتِ السَّمَاءِ، وَأَنْبِتْ لَنَا مِنْ بَرَكَاتِ الْأَرْضِ.

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ، وَأَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْأَبْرَارِ، يَا عَزِيزُ يَا غَفَّارُ.

عِبَادَ اللَّهِ: اذْكُرُوا اللَّهَ الْعَظِيمَ يَذْكُرْكُمْ، وَاشْكُرُوهُ عَلَى نِعَمِهِ يَزِدْكُمْ.

وَأَقِمِ الصَّلَاةَ.